انتخاب کلام ملکہ

حمد

بخشے گا ہر گناہ وہ عصیاں شعار کا
بیحد ہے رحم بندوں پہ پروردگار کا

تردامنی سے اپنی نہیں غم مجھے ذرا
بحرِ کرم ہے جوش پہ آمرزگار کا

ہے خفتِ گناہ سے میزاں تلی ہوئی
پلّہ گراں نہ ہوگا مرے اعتبار کا

واعظ کو میری قدر یہ ہو چشمِ عام کیوں
میں ہوں غلام خاص شہِ ذوالفقار کا

لکھا حساب خلق کا جو کلکِ مرگ نے
تھا حرفِ کُن سے رابطہ روزِ شمار کا

دیکھا جسے وہ شاغلِ حمدِ غفور ہے
نغمہ یہی سُنا ہے چمن میں ہزار کا

ملکہ ہے جس کے وردِ زباں نامِ کبریا
صدمہ نہ ہوگا اُسکو لحد کے فشار کا

بنایا حاملانِ عرش نے میداں نبوت کا
بچھایا عکس ذاتِ حق نے اُسمیں فرش قدرت کا

ہوئی جزوِ بدن سب پاک سیلِ اشکِ فرقت سے
کہ عالم ابرِ رحمت کا ہوا چشمانِ اُمت کا

ترا مہرِ کرم چمکا اگر شہرِ عناصر میں
تو ذرّہ عینکِ حق میں بنے گا چشمِ وحدت کا

عجب حکمت سے خاکِ لامکاں بنیاد میں ڈالی
بنایا جب خدا کے قصد نے ایوانِ رسالت کا

نگاہِ لطف سے ملکہ کی جانب آپ گر دیکھیں
رہے نظارہ پھر محتاج کیوں چشمِ عنایت کا

اپنی حیرت کی کوئی شکل بنالوں تو کہوں
سامنے آئینہ سا اُنکو بٹھالوں تو کہوں

لذتِ قتل جو ہی دل میں مرے اے قاتل
ہاں گلے سے ترے شمشیر لگالوں تو کہوں

ولولہ نالۂ و فریادِ شبِ فرقت کا
دونوں ہاتھوں سے کلیجہ کو دبالوں تو کہوں

دلِ صد چاک ہے اے جانِ جہاں فرقت میں
کیا گذرتی ہی ذرا ہوش میں آلوں تو کہوں

کچھ تو دم لینے دے اے لذّتِ بیتابیِ وصل
خوابِ غفلت سے ستمگر کو جگالوں تو کہوں

ابھی تکمیل نہیں دل کو ستم سہنے پہ
یہ مصیبت کوئی دن اور اُٹھالوں تو کہوں

چھیڑ کر پوچھتے ہو دل کی حقیقت ٹھہرو
ملک الموت کو بالیں پہ بٹھالوں تو کہوں

پوچھتے کیا ہو پریشانیِ دل ملکہؔ کی
ٹھہرو ٹھہرو تمھیں سینے سے لگالوں تو کہوں

گر بختِ خفتہ جگائے ہوئے ہیں
کہ پہلو میں اُسکو سُلائے ہوئے ہیں

غموں کو نہ دوں جگہ کس طرح دل میں
یہ ہمدرد مہماں بُلائے ہوئے ہیں

نگہ میں نہیں عکس گیسو کا جلوہ
یہ ہے میکدہ ابر چھائے ہوئے ہیں

وہ گورِ غریباں پہ آئے تو بولے
یہ جنگل ہمارے بسائے ہوئے ہیں

کہیں حضرتِ دل نے دیکھا قد اُن کا
قیامت کی باتیں بنائے ہوئے ہیں

رکھیں آپ ہمراہ نالے ہمارے
ہمیشہ کے یہ آزمائے ہوئے ہیں

پتہ بے نشانوں کا ڈھونڈھو نہ ملکہؔ
نشاں تک لحد کے مٹائے ہوئے ہیں

خوابِ غفلت سے کھُلی جب آنکھ ملکہؔ قبر میں
دیکھ کر تنہائی اپنی نالۂ و شیون کیا

کیا جفا و ظلم کا ملکہؔ ترے شکوہ کریں
جو کیا اے جانِ جاں اچھا کیا بہتر کیا

اُس گلبدن کے ہونٹوں کا ملکہؔ پڑا ہی عکس
پہلے کہاں یہ رنگ عقیقِ یمن میں تھا

نہ ملتا ایک لقمہ بھی زیادہ رزق سے ملکہؔ
اگرچہ بخت گردش مثلِ سنگِ آسیا کرتا

آپ ہی آپ جو یوں روتی ہو
ملکہؔ سچ کہو کیا یاد آیا

جگر ملکہ کا اور فرقت کے صدمے — خطِ تقدیر میں یونہی لکھا تھا

گرتی پڑتی چلو ملکہ تم بھی — دو قدم ہے درِ دلدار یہ کیا

ہے ملکہ اُس تغافل کے بھی قرباں — کہا کچھ بھی تو وہ کہنے لگے کیا
ملکہ ہے نظر بھی شبِ ہجراں میں سلاسل — حسرت کا بھی آنکھوں سے نکلنا نہیں ہوتا

بتائیے تو خطا کیا ہوئی ہے ملکہ سے — چُرا کے آنکھ چلے ہو کہاں بہت اچھا
نکل آئے دیر و حرم سے جو ملکہ — کریں ذکر شیخ و برہمن کسی کا
نشہ میں زیست کی دیتا ہی خبر جامِ شراب — کیوں نہ رکھے لبِ عیسیٰ کا اثر جامِ شراب
دورِ پیہم کے سبب گردشِ بیجا کے سبب — ملکہ آتا ہی دیوانہ نظر جامِ شراب

کچھ گراں بارِ وفا بھی ہوا اثرائے ملکہ — جُھکے جاتے ہیں مرے دستِ دعا آپ ہی آپ

ملکہ اسی طرح جو تصور بندھا رہا — ہوگی نصیب اُن کی زیارت تمام رات

آئینہ وار ہیں پہلو کی ادائیں ملکہ — ہے وہ دلچسپ ترے تیرِ نظر کی صورت

فرق یکتائی میں آجائے گا ملکہ کہہ دو — کہ مصوّر تو مرے یار کی تصویر نہ کھینچ

جانؔ و دل دینے پہ تیار رہی پرواہی نہیں — دیکھو تو کیسی وفادار رہی ملکہ اے شوخ

مجھے دل کی خبر ملکہ نہیں ہے کہاں بھولے نہیں یہ بھی ذرا یاد

ملکہ سے بات بات پہ کرتا ہی چھیڑ چھاڑ اتنا مزاج اپنا نہ اے حیلہ جو بگاڑ

وفا شعار ہیں ہم منہ نہ موڑیں گے ملکہ اگرچہ تیغ سے کاٹے بھی یار گردن تک

عمر ملکہ اپنی غفلت میں کٹی ؎ کیا کہیں گے داورِ محشر سے ہم
کسی سے دل لگانا جان کا دینا ہے اے ملکہ وفا تو اٹھ گئی اب بیوفائی ہی زمانہ میں

لبِ جاناں کی کرامت ہے یہ اے ملکہ بزم میں دیکھا جو چلتے ہوئے پیمانہ کو

از افکارِ گہربار آفتِ روزگار شوخ طبع وبیقراری گوہر جان گوہر
دخترِ نیک اختر بی ملکہ جان مصنفۂ دیوان جدا

کہہ کے ملکہ نے جو چھپوایا یہ دلچسپ کلام لبِ حاسد پہ بھی ہے سوزِ ترنم لاریب
فکرِ تاریخ کی جب ہو نہ سکے گی گوہر ؎ رنگ لائے گی بہت موجِ تبسم لاریب
نہ ملے گا کہیں تاریخ کا کوسوں جو پتہ ہونگے اس راہ میں یہ ہوش و خرد گم لاریب
نکتہ چیں بن کے پھرے گی جو تمنائے دلی ماہرِ علم و ہنر سمجھیں گے ہر دم لاریب
بند ہو جائیں گے حالت سے نداکے لب بھی ہے زباندانی میں وہ شیریں تکلم لاریب

از افکار شاعرہ خوش گفتار بی بی ملکہ جان مصنفۂ دیوان ہذا

نکلا مطبع سے جو دیوان بصد ناز و ادا   خلق میں اور بڑھی شوکت و شانِ ملکہ
تھا یہ چھپوانے سے اربابِ وفا کا مطلب   کہ رہے حشر تلک نام و نشانِ ملکہ
پردۂ غیب میں پنہاں تھا جو سالِ ہجری   کان میں آ گئی ناگاہ فغانِ ملکہ
اے نجف اُسکی مدح و وصف و ثنا   جا و واں لکھیئے جا و واں کہیئے
میں نے اُستاد سے اجازت لی   حکم نافذ ہوا کہ ہاں کہیئے

اس کی تاریخ ہے قیامت کی
سخن فتنۂ جہاں کہیئے

دیکھا جو شوخ نے ملکہ کا بندھا ہی رنگ   محفل میں چھین لی غزل اُس نے بڑھا کے ہاتھ

ہر مہینے کے وہ بوسے بھی ہوئے اب موقوف   ملکہ تھی یہی تنخواہ مقرر پہلے

مملو ہے آج بزمِ سخن موجِ شعر سے   ملکہ ہیں جوشِ رحمتِ پروردگار کے
ملکہ وہ مجمعِ شعرا اور لطفِ شعر   قربان ہیں عنایتِ پروردگار کے

خارِ حسرت آنکھوں میں حاسد کے کھٹکا ہی کیئے   اوج پر آیا ہے ملکہ کا زمانہ دیکھیئے

جب اُن سے میں کہتا ہوں مری جاں نہیں ملتے   کس ناز سے کہتے ہیں کہ ہاں ہاں نہیں ملتے